شیخ و مرشد

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

کی وفات حسرت آیات پر حضرت علامہ سید سلیمان ندوی کے احساسات و قلمی

تأثرات جو آپ نے بڑے سوز و گداز سے درجہ ذیل عنوان کے تحت تحریر فرمائے ہیں

موت العالم موت العالم

یادگارِ قلم

مورخ اسلام سید الملت حضرت

علامہ سید سلیمان ندوی

(مجاز بیعت)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

KHANQAH IMDADIA ASHRAFIA

مرکز معارف حکیم الامت

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون (شاملی) یوپی

Scanned with CamScanner

رحلتِ شیخ و مرشد

حضرت حکیم الامت نے ۱۹؍اور ۲۰؍جولائی کی درمیانی رات کو سفر آخرت اختیار کیا، اس واقعہ کا حضرت سید صاحب علیہ الرحمہ کے قلب پر بے حد اثر ہوا، اس کا اندازہ قارئین کو مندرجہ ذیل اشعار سے بخوبی ہو جائے گا، جو سید صاحب نے رحلت شیخ کے عنوان سے موزوں فرمائے

داغِ فراقِ یار مٹایا نہ جائے گا
اب دل کا یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

حرفِ دمِ وداع خدا کے سپرد ہو
تا آخر حیات بھلایا نہ جائے گا

اے دل خموش صبر و رضا کا مقام ہے
نقش دوامِ فیض مٹایا نہ جائے گا

پیرِ مغاں نہیں ہے مگر میکدہ تو ہے
جام و سبو یہاں سے ہٹایا نہ جائے گا

یوں ہی بچھا رہے گا یہاں خوانِ فیض عام
جب تک ہیں مہمان بڑھایا نہ جائے گا

چاہا خدا نے تو تری محفل کا ہر چراغ
یوں ہی جلا کرے گا بجھایا نہ جائے گا

Scanned with CamScanner

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

شیخ و مرشد حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ
کی وفات حسرت آیات پر حضرت علامہ سید سلیمان ندوی کے احساسات و قلبی
تأثرات جو آپ نے بڑے سوز و گداز سے درج ذیل عنوان کے تحت تحریر فرمائے ہیں

مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ

— یادگارِ قلم —

مؤرخِ اسلام سید الملت حضرت

علامہ سید سلیمان ندوی

(مجاز بیعت)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

شعبہ نشر و اشاعت

مرکز معارف حکیم الامت (بیت اشرف)

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون ضلع شاملی، یوپی

Scanned with CamScanner

تفصیلات

نام کتاب ← موت العالم موت العالم

یادگارِ قلم ← مورخِ اسلام سید الملت حضرت علامہ سید سلیمان ندوی
(مجازِ بیعت) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

جدید ایڈیشن ← ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۰۲۴ء

ناشر ← مرکز معارف حکیم الامت (بیت اشرف) تھانہ بھون شاملی

زیر اہتمام ← مولانا اشرف علی تھانوی فاؤنڈیشن

رابطہ ← 9568780000 - 9675780000

ملنے کے پتہ

- ادارہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون شاملی 9927031090
- کتب خانہ امداد الغرباء محلہ مفتی سہارنپور 9927164925
- مکتبہ مدنیہ دیوبند 9897915323

HAKEEMUL UMMAT ACADEMY
Khanqah Ashrafiya Thana Bhawan 247777
Distt. Shamli, U.P.
email: hakeemulummatacademy@gmail.com

Scanned with CamScanner

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر
عرض ناشر: سید حذیفہ نجم تھانوی	۴
احوال وسوانح	۸
تصانیف	۹
علالت وطبع	۱۰
میری آخری حاضری	۱۱
آخری حالات	۱۳
بعد کے اخیر حالات	۱۶
تجہیز وتکفین	۱۹
نمازِ جنازہ	۱۹
غم نامہ	۲۰
رویائے صادقہ	۲۱
ایک خاص کیفیت	۲۲
دعاء ہے لعل ایسا ہو ہر اِک مومن کے گھر پیدا	۲۳

Scanned with CamScanner

عرضِ ناشر

پہلے مجھے پڑھیے!

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم :امابعد

قارئینِ کرام: یہ بات مسلم ہے کہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے فیض علمی وروحانی سے ایک عالم مستفید ہوا گزشتہ صدی میں ہندوستان کے کسی بھی شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد ان سے بے نیاز نہیں رہے آپ کے خلفاء ومجازین جن کی فہرست طویل ہے ان میں حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ اپنی امتیازی خصوصیات کی بنا پر الگ ایک مقام رکھتے تھے۔ حضرت حکیم الامت کے مرتبہ شناس جانتے ہیں کہ وہ اپنے وقت کے مجدد اور ایک محقق کامل مرشد تھے ان کے دامنِ تربیت میں ہر رنگ اور ہر مزاج کے انسان کو پناہ اسی لیے ملتی اور اطمینانِ کامل اسی لیے میسر آتا کہ ان کے طریقۂ اصلاح میں مزاج کا لحاظ بطور خاص رکھا جاتا تھا؛ اس لیے حضرت تھانوی نے علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کی تربیتِ روحانی ایک خاص نہج پر کی تھی، سید صاحب نے بہت کم وقت میں سلوک کے منازل طے کر کے حضرت حکیم الامت کا اعتماد اور فیضِ علمی وروحانی حاصل کیا۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ کے فیضِ صحبت سے سید صاحب کی زندگی میں اِس قدر واضح انقلاب رونما ہوا کہ وہ ایک طرف دنیائے علم سے دنیائے معرفت کی طرف آ گئے۔

اس زمانہ کی کیفیات کا اندازہ سید صاحب کے اُس مکتوب سے بھی لگایا جاسکتا ہے جو انہوں نے مولانا مسعود عالم ندوی کو لکھا تھا کہ:

"واہ واہ کا مزہ بہت اٹھا چکا، اب یہ رنگ اتر چکا اب تو آہ آہ کا دَور ہے

Scanned with CamScanner

اپنی پچھلی تباہی پر ماتم اور آئندہ کی فکر درپیش ہے"

عالم کے تماشے نہیں اب جاذب دل میں
ہرلذت ہستی کا مزا بھول گیا ہوں

قلیل مدت میں حضرت سید صاحب کے سلوک کی تکمیل سے متعلق آپ کے شیخ ومرشد حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے یہ الفاظ اپنے مسترشد کی عظمت کے لیے یقیناً سب سے بڑی سند ہیں، جس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی مجلس میں حضرت سید سلیمان ندویؒ کے کمالات کا ذکر آ گیا، حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"جو لکڑی سوکھی ہوتی ہے دیا سلائی دکھاتے ہی بھڑک اٹھتی ہے"

حضرت سید صاحب نے اپنے شیخ ومرشد کے متعلق جو کہا، لکھا، ان کے اشعار اور تحریرات اس بات پر شاہد ہیں کہ جس طرح آپ نے شیخ کے علوم واحوال کو اپنایا اور اپنے جملہ کمالات وفضائل کے ساتھ جس طرح سے اشرفی حسن وجمال کو سمویا اس کی مثال شاذ ونادر ہی ملتی ہے، سلوک وتصوف کے متعلق شیخ ومرشد حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تجدیدی مساعی نے سلوک کو جس طرح قرآن وسنت کے آئینہ میں پیش کیا تھا وہی سلیمانی ذوق وحال تھا، جو سینۂ شیخ رحمہ اللہ میں تھا وہی قلب سلیمانی میں منعکس تھا،

شیخ ومرید کی باہمی یگانگت ومناسبت نے من وتو کے پردے اٹھا دیے اور یگانگت کا وہ منظر پیش کیا جس کے متعلق خسرو نے کہا تھا:

من تو شدم تو من شدی من تن شدن تو جان شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کا سید صاحب کے قلب پر بے حد اثر ہوا، اس کا اندازہ سید صاحب کے ان

Scanned with CamScanner

اشعار سے بخوبی کیا جاسکتا ہے جو آپ نے رحلت شیخ کے عنوان سے موزوں فرمائے، اس کے علاوہ معارف میں **موت العالِم موت العالَم** کے زیرِ عنوان آپ نے اپنے انداز کا ایک مضمون تحریر فرمایا، شیخ ومرشد حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی وفات حسرت آیات پر حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ کے یہ احساسات وقلمی تأثرات جو آپ نے بڑے سوز وگداز سے تحریر فرمائے ہیں عرصۂ دراز سے ارادہ تھا کہ اس مضمون کو عمدہ کتابت وطباعت کے بعد مستقل طور پر مرکز معارف حکیم الامت کی طرف سے کتابچہ کی شکل میں شائع کیا جائے۔ الحمدللہ یہ قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔

نوٹ: علاوہ ازیں حضرت سید صاحب کی شخصیت اور حضرت حکیم الامت سے آپ کے ربط وتعلق سے متعلق تحریرات، حضرت حکیم الامت کے سید صاحب سے متعلق ارشادات، سید صاحب کے اپنے شیخ ومرشد سے متعلق تأثرات کو یکجا کر کے مرکز کی طرف سے رسالہ کی شکل میں عنقریب شائع کیا جائے گا ان شاءاللہ۔

اللہ تعالیٰ اِس مبارک سلسلہ کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور ہمیں تا زیست اکابر اہل اللہ کی محبت نصیب فرمائے، اِس رسالہ کو قارئین کے لیے ذریعۂ اصلاح بنائے۔ (آمین)

والسلام

سید حذیفہ نجم تھانوی

شنبہ ۲۳ رجمادی الثانی ۱۴۴۵ھ

مطابق ۶ رجنوری ۲۰۲۴ء

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موتُ العالِم موتُ العالَم

محفل دوشیں کا وہ چراغ سحر جو کئی سال سے ضعف ومرض کے جھونکوں سے بجھ بجھ کر سنبھل جاتا تھا بالآخر ۸۲؍سال ۳ماہ ۱۰؍روز چل کر ۱۵؍رجب ۱۳۶۲ھ کی شب کو ہمیشہ کے لیے بجھ گیا۔

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
ایک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

یعنی حکیم امت، مجدد طریقت، شیخ الکل حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرضِ ضعف واسہال میں کئی ماہ علیل رہ کر ۱۹؍اور ۲۰؍جولائی کی درمیانی شب کو ۱۰؍بجے نمازِ عشاء کے وقت اِس دارِفانی کو الوداع کہا، اور اپنے لاکھوں معتقدوں، مُریدوں اور مستفیدوں کو غمگین ومہجور چھوڑا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اب اُس دَور کا بالکلیہ خاتمہ ہوگیا جو حضرت شاہ امداداللہ صاحب مہاجر مکی، مولانا یعقوب صاحب نانوتوی، مولانا قاسم صاحب نانوتوی، مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی کی یادگار تھا اور جس کی ذات میں حضرات چشت اور حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت سید احمد بریلوی کی نسبتیں یکجا تھیں، جس کا سینہ چشتی ذوق وعشق اور مجددی سکون ومحبت کا مجمع البحرین تھا، جس کی زبان شریعت وطریقت کی وحدت کی ترجمانی تھی، جس کے قلم نے فقہ وتصوف کو ایک مدت کی ہنگامہ آرائی کے بعد باہم ہم آغوش کیا تھا اور جس کے فیض نے تقریباً نصف صدی تک اللہ تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے اپنی تعلیم وتربیت اور تزکیہ وہدایت سے عالم کو مستفید بنا رکھا تھا اور جس نے اپنی تحریر وتقریر سے حقائق ایمانی، دقائق فقہی، اسرارِ احسانی اور

Scanned with CamScanner

رموزِ حکمتِ ربانی کو برملا فاش کیا تھا، اور اسی لیے دنیا نے اس کو ''حکیم الامت'' کہہ کر پکارا، اور حقیقت یہ ہے کہ اس اشرف زمانہ کے لیے یہ خطاب عینِ حقیقت تھا۔

سوانح

حضرت کی پیدائش ۵/ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ کو چہارشنبہ کے دن ہوئی، ابتدائی عربی تعلیم تھانہ بھون میں مولانا فتح محمد صاحب تھانوی سے حاصل کی، ۱۲۹۵ھ سے شروع ۱۳۰۱ھ تک مدرسہ دیوبند میں رہ کر مولانا یعقوب صاحب کے حلقہ میں تکمیل کی، فراغت کے بعد ہی ۱۳۰۱ھ میں مدرس ہوکر کانپور آگئے اور چودہ سال یہاں مقیم رہے اور اپنے درس، مواعظ وفتاویٰ سے لوگوں کو مستفید کیا۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سے بواسطہ خط کے غائبانہ بیعت مہاجر الی اللہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۲۹۹ھ میں ہوچکی تھی؛ لیکن ۱۳۰۱ھ کے آخر میں ایامِ حج میں بعد حج حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اخذِ فیض فرمایا اور واپس آکر ۱۳۰۶ھ تک علمی مشاغل تصنیف وتالیف اور تدریس کے ساتھ ذکر وشغل بھی ضمناً معمول رہا، مگر ۱۳۰۷ھ میں رنگ نے پلٹا کھایا اور یہ رنگ بڑھتا گیا، یہاں تک کہ ۱۳۱۰ھ میں مضطربانہ اور والہانہ حج کا دوبارہ ارادہ کیا اور حضرت حاجی صاحب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر دوبارہ ایک زمانۂ خاص تک رہ کر استفادۂ باطنی فرمایا، واپس آکر ۱۳۰۴ھ تک پھر کانپور میں رہے، آخر حضرت حاجی صاحب کے مشورہ کے مطابق ۱۳۱۵ھ میں کانپور سے ترکِ تعلق فرماکر تھانہ بھون میں متوکلانہ اقامت فرمائی، اور اس وقت سے لے کر اخیر وقت تک یعنی اس ۱۳۶۲ھ تک اسی شان سے خانقاہ امدادیہ کی سہ دری میں بیٹھ کر افادہ وافاضہ میں برابر مصروف رہے اور ایک خلق کو اپنی برکات سے بہرہ مند فرمایا، اس اثناء میں اپنے مواعظ، تصانیف وملفوظات سے لاکھوں کو انسان، ہزاروں کو مسلمان اور سیکڑوں کو متقی کامل بنادیا، اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ دعا پیشینگوئی پوری ہوئی:

Scanned with CamScanner

''بہتر ہوا آپ تھانہ بھون تشریف لے گئے، امید ہے کہ آپ سے خلائقِ کثیرہ کو فائدہ ظاہری و باطنی ہوگا اور آپ ہمارے مدرسہ (امدادالعلوم) ومسجد کو ازسرنو آباد کریں، میں ہروقت آپ کے حال میں دعا کرتا ہوں اور خیال رہتا ہے۔'' ۱۲ / ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ

تصانیف

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف ورسائل کی تعداد آٹھ سو کے قریب ہے، اور کل کی کل تحقیقاتِ علمیہ حقائقِ دینیہ اور نکاتِ احسانیہ سے لبریز ہیں۔ ان میں: ''تفسیر البیان، شرح مثنوی، فتاویٰ امدادیہ، التعرف الی التصوف اور بہشتی زیور'' وغیرہ کتابیں کئی کئی جلدوں میں ہیں، ملفوظات اور مواعظ وخطبات کی تعداد سیکڑوں کی حد تک ہے، ان تصانیف میں قرآنِ پاک کی مشکل آیاتِ کریمہ کی تفسیر، احادیثِ شریفہ کی شرح، فقہ کے مشکل مسائل کا جواب، سلوک وطریقت کے نکتے، اخلاقی فضائل ورذائل کی حکیمانہ تحقیق اور ان کے حصول وازالہ کی تدابیر اور زمانۂ حال کے شکوک وشبہات کے جوابات سب کچھ ہیں، تصانیف میں متفرق علوم ومسائل اِس کثرت سے ہیں کہ اُن سے کسی ایک موضوع کے مباحث کو علیحدہ علیحدہ کیا جائے تو ایک ایک مستقل کتاب بن جائیں۔ چناں چہ حضرت کے تربیت یافتوں نے اس قسم کے بیسیوں مجموعے تیار کیے ہیں سب سے اخیر میں اس قسم کا مجموعہ ''بوادرالنوادر'' کے نام سے ایک ہزار صفحوں میں چھپ کر شائع ہوا ہے، خطوط کے جوابات کا جن کے متعلق وفات کے دن تک اہتمام یہ رہا کہ آج کے خط کا جواب کل کے لیے نہ رکھا جائے، عظیم الشان دفتر الگ ہے۔

تصنیفات میں بلکہ ہر تحریر میں اہلِ نظر کو یہ معلوم ہوگا کہ گویا مصنف کے سامنے سارے مسائل مواد یکجا ہیں، اور وہ سب کو اپنی اپنی جگہ احتیاط سے رکھتا جاتا ہے، عام طور سے یہ ہوتا ہے کہ مصنف جس موضوع پر قلم اٹھاتا ہے اس کو اس میں ایسا غلو ہو جاتا ہے کہ دوسرے گوشوں

Scanned with CamScanner

سے اس کو ذہول ہو جاتا ہے، حضرت کی تصانیف کی خاص بات یہ ہے کہ قلم ہر ایک کی احتیاط اور رعایت کر کے اور غلو سے بچ کر اس طرح نکلتا ہے کہ جاننے والوں پر حیرت چھا جاتی ہے۔ حضرت کا ترجمۂ قرآنِ پاک تاثیر، سہولت بیان اور وضوحِ مطالب میں اپنا آپ نظیر ہے، بہشتی زیور کہنے کو تو عورتوں کی کتاب ہے مگر فقہ حنفی کی ضروریات کے لیے انتہائی احتیاط و کاوش کا نتیجہ ہے، تفسیر القرآن کو یوں سمجھنا چاہیے کہ "روح المعانی" اور تفاسیر ماسبق کی اُردو میں حد درجہ محتاطانہ ترجمان ہے، سلوک وطریقت کی کتابوں کا بھی یہی حال ہے۔

حضرت کی تجدید طریقت کا بڑا کمال یہ ہے کہ طریقت کو جو ایک زمانہ سے صرف چند رسوم کا مجموعہ ہو کر رہ گئی تھی...... زوائد و حواشی سے صاف کر کے قدماء اور سلفِ صالحین کے رنگ پر لے آئے۔

کبھی فرصت سے سن لینا بڑی ہے داستاں میری

علالت طبع

حضرت کی صحت ادھر چند سال سے رو بہ انحطاط تھی، دو دفعہ خاص علاج کی غرض سے لکھنؤ تشریف لانا ہوا، اور دونوں دفعہ صحت و عافیت کے ساتھ مراجعت ہوئی، علالت اصلی یہ تھی کہ معدہ و جگر کا فعل صحیح نہیں رہا تھا، علاج سے طبع مبارک اصلاح پذیر ہو جاتی تھی؛ مگر بالکلیہ ازالہ نہیں ہوتا تھا، اس دفعہ دو تین ماہ سے طبیعت پر اضمحلال طاری تھا؛ چناں چہ علاج کے لیے سہارنپور تشریف لے گئے اور چند روز قیام فرما کر واپس تشریف لے گئے؛ لیکن طبیعت صاف نہیں ہوئی، وطن میں حکیم سعید صاحب گنگوہی کا علاج شروع ہوا اور ورمِ جگر و معدہ کا مرض تشخیص ہوا؛ مگر فائدہ نہ ہوا، اشتہا ساقط تھی، روزانہ اسہال کی تعداد چالیس پچاس تک پہنچ گئی، اور ضعف روز بروز بڑھتا گیا، وصال سے قریب بیس روز پہلے حکیم خلیل صاحب سہارنپوری کا علاج شروع ہوا، ضعفِ معدہ اور ضعفِ جگر کی تجویز تھی، حکیم صاحب کے علاج سے دستوں میں کمی آ گئی؛ مگر اشتہا بالکل ہی ساقط تھی، اور ضعف میں ترقی ہوتی رہی۔

Scanned with CamScan

میری آخری حاضری

خاکسار جون کے آخر میں اپنے مستقر سے تھانہ بھون اور پھر بھوپال کے ارادہ سے روانہ ہوا؛ لیکن لکھنؤ پہنچ کر دارالعلوم ندوۃ العلماء کے معاملات نے الجھالیا، لکھنؤ میں ہر روز حضرت کی شدت علالت کی اطلاعیں آرہی تھیں، حضرت کے ہزاروں معتقدوں کی طرح خاکسار بھی زیارت کے لیے بے چین تھا، حضرت کی طرف سے سخت قدغن تھی کہ باہر لوگوں کو اس شدت علالت اور کیفیت مزاج کی کوئی اطلاع نہ دی جائے؛ تاکہ مخلصین میں اضطراب نہ پیدا ہو اور وہ سفر کی زحمت نہ اٹھائیں، جو پہنچ جاتے تھے عام طور سے بطور تنبیہ ان کو اندر جانے کی اجازت نہیں ملتی تھی، اس پر بھی خاکسار خلافِ دستور بے اطلاع ۶ر جولائی کو لکھنؤ سے روانہ ہوگیا اور ۷ر کی دوپہر کو عین بارش کی حالت میں اسٹیشن سے خانقاہ تک پیادہ پا بھیگتے ہوئے پہنچا، دریافتِ حال سے معلوم ہوا کہ افاقہ کی صورت ہے جس سے تسکین ہوئی، میرا اس طرح خلافِ دستور بے اطلاع اچانک پہنچ جانا حضرت کے لیے تعجب کا موجب ہوا، میری آمد کے خبر دینے والے سے پوچھا ''تم مولوی سلیمان کو پہچانتے بھی ہو یا یوں ہی کہہ رہے ہو'' اس نے اثبات میں جواب دیا تو ارشاد ہوا کہ ان کی عادت بے اطلاع آنے کی نہ تھی حضرت کے عزیز خاص مولانا جمیل احمد صاحب تھانویؒ نے عرض کیا کہ حضرت کی علالت کی خبر سن کر چلے آئے ہوں گے، نمازِ ظہر کے بعد مجلس میں حاضری ہوئی، ضعف سے بستر پر لیٹے تھے، مصافحہ فرمایا، خاکسار نے دستِ مبارک کو بوسہ دیا، شفقت سے بشاشت ظاہر فرمائی، سفر کا حال پوچھا، کسی خادم کے ساتھ نہ لینے پر نصیحت فرمائی، قیام کے دن پوچھے، خاکسار نے بھوپال کے سفر کی ضرورت ظاہر کی کہ سرکار بھوپال نے اپنی ریاست میں مسلمان عورتوں کے طلاق وتفریق کے مسائل کے طے کرنے کے لیے علماء اور اہلِ قانون کی ایک مجلس مقرر کی ہے، اُسی کی شرکت کے لیے مع مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب یہاں سے جانا چاہتا ہوں؛ اس لیے

Scanned with CamScan

مجلس کی تاریخ کی اطلاع تک یہاں چندروز رہنا چاہتا ہوں، فرمایا اللہ تعالیٰ والیۂ بھوپال پر رحمت فرمائے کہ انھوں نے مسلمان عورتوں کے حال پر رحم کھایا، خاکسار نے عرض کیا کہ حضرت وہاں اب والیہ نہیں، والی ہیں، فرمایا ٹھیک ہے۔ غرض! اس حالت میں بھی کہ ضعف پوری شدت پر تھا، تکلم میں تکلف تھا، پھر بھی حاضرینِ مجلس پر شفقت فرما کر ملفوظات سے ذرا تھم تھم کر بہرہ ور فرما رہے تھے، اور لوگوں کے آئے ہوئے خطوط سن رہے تھے اور بدستور جواب لکھوا رہے تھے؛ بلکہ بعض بعض خطوط پر خود دست مبارک سے بھی لکھ دیتے تھے، کبھی جو قوت پاتے اور اس وقت کام کرنے لگتے یا ملفوظات ارشاد فرمانے لگتے تو تھوڑی دیر کے لیے حاضرین کو یہ خیال ہونے لگتا کہ حضرت بیمار ہی نہیں؛ مگر اِدھر جوشِ بیان کم ہوا اور اُدھر سر تکیہ پر رکھ دیا، ہمیشہ کی عادت یہ تھی کہ بڑا تکیہ پیٹھ سے لگا کر سر کو بے سہارے اونچا رکھتے تھے، یہی حال اس وقت بھی تھا، دیکھنے والوں کو تکلیف معلوم ہوتی اور اس مشورہ کو جی چاہتا تھا کہ دوسرا تکیہ اور رکھ کر اس پر حضرت سر مبارک کو رکھ لیں؛ چناں چہ میں نے اپنی نادانی سے یہ عرض کیا تو ارشاد ہوا نہیں اس کی حاجت نہیں، بعد کو خواجہ صاحب (خواجہ عزیز الحسن صاحب غوری ریٹائرڈ انسپکٹر آف اسکولس یوپی) - جو حضرت کے خلیفۂ خاص، محرمِ خاص؛ بلکہ خادمِ خاص ہیں - نے فرمایا کہ حضرت کی ہمیشہ کی عادت یہی ہے، اس ضعف واضمحلال کی حالت میں بھی مجلس کا وقار، نظم وضبط، اور اصول وقواعد کی پابندی بدستور جاری تھی، اور اخیر لمحۂ حیات تک اس میں فرق نہیں آیا۔

عصر کے وقت مجلس برخاست ہوئی تو ارشاد فرمایا کہ: کھانے کے الگ انتظام کی ضرورت نہیں، چندروز کے مہمانوں کے لیے اس کی ضرورت نہیں، بڑے گھر سے کھانا جائے گا، اور ایک خادمِ خاص کو اس کی ہدایت فرمائی، اس ناسزاوار کے لیے تو یہ خیر وبرکت کا سامان تھا، یہ بھی ارشاد ہوا کہ جب چاہو اور جس وقت چاہو آسکتے ہو، کوئی قید نہیں، یہاں سے اُٹھ کر جب خانقاہ پہنچا تو بعد نماز حضرت والا کی طرف سے حضرت کی اخیر تصنیف

Scanned with CamScanner

''بوادر النوادر'' کا ایک نسخہ مولانا جمیل احمد صاحب تھانوی نے ہدیہ لا کر عنایت فرمایا، اور یہ ارشاد سامی پہنچایا کہ میرے مضامین سے اقتباسات جمع کر کے شائع کرو، اس حکم کو اپنی ہدایت ورہنمائی کا نسخہ سمجھ کر اپنی سعادت کا اظہار کیا، دوسرے دن حاضری کے موقع پر حضرت نے اپنی زبان مبارک سے خود یہ ارشاد فرمانا چاہا تو خاکسار نے حضرت کی زحمتِ تکلم کے خیال سے عرض کیا کہ یہ ارشادِ مبارک مولانا جمیل احمد صاحب کے ذریعہ پہنچ چکا؛ مگر وہاں سے اٹھنے کے بعد مولانا جمیل صاحب سے جب میں نے پوچھا کہ حضرت کا مقصود کیا ہے، یعنی اس کتاب ''بوادر'' سے اقتباس یا عام کتابوں سے؟ انہوں نے عرض فرمایا: اس کو میں نے اچھی طرح خود بھی نہیں سمجھا، بعد کی حاضری میں موقع پا کر میں نے تفصیل چاہی تو ارشاد ہوا نہیں عام کتابوں میں جو مضمون مفید نظر آئیں اُن کو یکجا کرلیا کرو۔

آخری حالات

میری حاضری ۷رجولائی سے ۱۱رجولائی کی دوپہر تک رہی، اشتہاء کا سقوط اور ضعف کا استیلاء اپنی حالت پر رہا، دست پانچ، چھ، سات تک آتے رہے، مزید یہ کہ ہاتھوں اور پاؤں پر ورم تھا، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کے ناخنوں میں نیلاہٹ نمودار ہوگئی تھی جو باعثِ تشویش تھی، دوروز کے بعد اس میں کمی آگئی؛ مگر وفات کے چندروز پیشتر وہ پھر عود کر آئی تھی۔

خدمت اور خاص کر رات کے وقت نوبت بہ نوبت جاگ کر خدمت کی سعادت خدام خاص کی قسمت میں آئی، جن میں پہلا درجہ خواجہ صاحب کا ہے ان کے علاوہ مولانا جمیل احمد صاحب تھانوی، بندو میاں، (ملازم نواب صاحب باغپت) اور مولوی شبلی صاحب جونپوری نے اس خدمتِ خاص کی سعادت اخیر تک پائی، بعد کو مولانا ظفر احمد صاحب تھانویؒ بھی ڈھاکہ سے آکر اس میں شامل ہوگئے۔

حاضری کے دوسرے یا تیسرے دن استفسار ہوا کہ کھانا تو مزاج کے مطابق ہوتا ہے عرض کی کہ بالکل مطابق ہے کس تواضع اور کس شفقت اور کس بلاغت سے ارشاد ہوا

کہ میں معافی کا خواستگار نہیں، مستحق ہوں، اس نکتہ پر اہلِ ذوق نے تحسین کی سعادت پائی کہ ضعف ونقاہت کے اس عالم میں بھی دل ودماغ ناقصوں کی تربیت میں مصروف ہیں اور اکرامِ ضیف کا نمونہ پیش کیا جارہا ہے۔

دوتین واقعے ذکر کے قابل ہیں، اسی اثنائے حاضری میں بنگال سے ایک معتقد بااخلاص کا خط آیا، جس میں لکھا تھا کہ: حدیث شریف میں ہے کہ جب نبی کی وفات کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اختیار دیتے ہیں کہ خواہ وہ دنیا میں رہنا پسند کرے یا اللہ تعالیٰ کے یہاں جانا، یہ تمہید لکھ کر اس میں تھا کہ میرے اعتقاد میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متبعین خاص کو بھی اس اختیارِ خاص سے حسبِ استعداد حصہ ملتا ہوگا؛ اس لیے عرض ہے کہ ہم ناقصوں کی تربیت کے لیے حضرت والا چندروز اور اس دنیا میں قیام منظور فرمائیں، خط کے جواب میں لکھوادیا: ''تم اپنے دماغ کا کسی حاذق طبیب سے علاج کراؤ''، پھر حاضرین سے خطاب کرکے فرمایا: ''اوّل تو یہ ثابت نہیں کہ جو انبیاء (علیہم السلام) کو ملتا ہے اُس میں اولیاء ومشائخ کو بھی حصہ ضرور ہی ملتا ہے'' اور اس کے بعد فرمایا: ''اور اگر ایسا بھی ہو تو ان انبیاء نے کیا کیا؟ (یعنی اللہ تعالیٰ کے قرب ہی کو حیاتِ دنیا پر ترجیح دی)۔

ایک دفعہ بعد ظہر خط لکھوا کر فارغ ہو چکے تھے کہ اونگھ آگئی، ہشیار ہوئے تو فرمایا کہ: ایسا معلوم ہوا کہ اس تخت پر ایک لفافہ رکھا ہے جس پر عبدالعزیز لکھا ہے، خواجہ صاحب نے عرض کی ابھی حضرت نے خطوط لکھوائے ہیں وہی خیال قائم رہا۔ ارشاد ہوا ہاں یہ سچ ہے؛ مگر عبدالعزیز نام کیوں ہے؟ بات ختم ہوگئی، مجلس کے برخاست کے بعد خواجہ صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کی عمر کیا تھی؟ میں نے کہا اَسّی، بیاسی (۸۲،۸۰) یاد آتا ہے (اب دارالمصنّفین آکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف اِکاسی برس کے قریب یعنی اَسّی برس کچھ مہینے ہوئی ہے، بہر حال اس سے خواجہ صاحب کی نکتہ شناس نظر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تشابہ حال پر پہنچ گئی)۔

Scanned with CamScanner

ہر چند یہ تاکید تھی کی شدت علالت کی اطلاع باہر کسی کو نہ دی جائے، احباب اشارات وتلمیحات اور اصطلاحات میں اپنے متعلقین اور دوستوں کو اطلاع دیتے تھے، غرض یہ تھی کہ زائرین ہجوم نہ کریں، اس پر بھی دور دور سے معتقدین آجاتے تھے ایک صاحب نے پشاور سے آنے کی اطلاع کرائی، دوسرے نے گورکھپور سے، کسی نے کسی اور دُور مقام سے؛ مگر ہر ایک سے یہی ارشاد ہوا کہ اجازت نامہ کہاں ہے جب وہ معذوری ظاہر کرتے اور اعترافِ قصور کرتے تو فرماتے تمہاری غلطی کا خمیازہ میں کیوں اٹھاؤں، پھر حاضرین کی طرف خطاب کر کے فرمایا: ان کو میں محروم کر کے بھی محروم نہیں کرتا ہوں، ایک سبق دے رہا ہوں پھر اسی معنی کا خواجہ صاحب کا ایک مصرع پڑھا، پھر ارشاد فرمایا کہ: ان کے ناکام واپس جانے کا یہ اثر ہوگا کہ اس کو سن کر دوسرے لوگ آنے سے رُک جائیں گے، اور اس سے ان کو فائدہ پہنچے گا، غرض یہ تھی کہ لوگ اس بیکار کی زحمت اور تکلیف سے خود بھی بچیں اور حضرت کو بھی ہجوم سے بچائیں۔

ایک روز بعد مغرب یاد فرمایا اور مشورہ چاہا کہ اشتہا مطلق نہیں اور ضعف بڑھ رہا ہے گو میں اس کے نتیجہ پر راضی ہوں؛ مگر بہر حال اگر اس کی تدبیر کوئی ضروری ہو تو کرنا چاہیے، اِسی اثناء میں خیال ظاہر فرمایا کہ لکھنؤ میں ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب (ناظم ندوہ) کو (جو مزاج شناس تھے) لکھا جائے کہ صرف اشتہا پیدا ہونے کے لیے کوئی نسخہ تجویز کریں، خاکسار نے عرض کیا کہ حضرت چار روز خط کے جانے میں اور چار روز آنے میں لگیں گے، اتنی دیر بہت ہے، پھر رائے ہوئی کہ سہارنپور میں کوئی اچھا ڈاکٹر ہو تو بلایا جائے؛ مگر دوسرے ہی دن مولوی محمد حسن صاحب اور دوسرے احباب لکھنؤ کا خط آیا کہ حکیم عبد المجید صاحب لکھنوی جن کے علاج سے پہلے بھی فائدہ ہو چکا تھا اگر اجازت ہو تو ان کو لے کر حاضر ہوں؛ چناں چہ اجازت کا خط لکھا گیا، طالبین کے خطوط بدستور آرہے تھے، لوگ حسبِ دستور ہدایا منی آرڈر سے بھیج رہے تھے؛ مگر شدتِ احتیاط بدستور قائم تھی اور وہ واپس

Scanned with CamScanner

ہورہے تھے؛ مگر اخلاص ومحبت کے سرمایہ کو بہت خوشی سے قبول فرمالیتے تھے، ایک قریب کے نواب صاحب کی ایک رقم آئی تو قبول فرما کر ارشاد ہوا کہ ان لوگوں کا ممنون ہوں کہ وہ دے کر اُلٹے خود ممنون ہوتے ہیں کہ اس نے (اپنی ذات کی طرف اشارہ) قبول کیا، ایک غریب نے کچھ پیش کیا تو اللہ اکبر اس کو آنکھوں سے لگایا۔ ؏

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

حضرت کو ضبط، صبر اور استقامت سے اپنی تکالیف ظاہر نہیں فرماتے تھے اور نہ آئندہ کے خطرہ کو زبان پر لاتے تھے کہ دوسروں کو بے صبری نہ ہو؛ مگر بات بات سے سفر کی آمادگی ظاہر ہوتی تھی، گواُن کی زندگی اور طرزِ زندگی جس صفائی، پاکیزگی اور باقاعدگی کی عادی تھی اس کا اثر یہ تھا کہ وقت اخیر کے لیے کوئی کام اٹھا نہیں رکھا، کہ سالک کامل ہر لمحہ کو لمحۂ اخیر سمجھتا ہے اور اسی کی تیاری رکھتا ہے یہی حال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا تھا، کوئی چیز کرنی باقی نہ تھی، تمام انتظامات، حساب وکتاب اور وصایا سے پوری فراغت تھی، عادت شریف تھی کہ آج کا کام کبھی کل پر اٹھا کر نہیں رکھا، گویا ہر وقت آمادۂ سفر تھے۔

خاکسار کو بھوپال کی مجلس کی تاریخ ۹؍ کو تار سے معلوم ہوچکی تھی، ۱۰؍ کو رفیقِ سفر مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کا بھی مکرمت نامہ آگیا، ۱۱؍ کو صبح کی مجلس کے بعد رخصت کی درخواست پیش کی، باایں ہمہ ضعف وقوت لیٹے ہی لیٹے دونوں ہاتھ رخصت کے لیے بڑھائے، حقیر نے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر دست مبارک کو بوسہ دیا اور آنکھوں کو ملا، آہ! کس بلا کا رخصتانہ تھا، فرمایا ''جاؤ خدا کے سپرد کیا'' یہ لفظ کانوں نے پہلے نہیں سنے تھے، آنکھیں ڈبڈبا آئیں، اور دیر تک چہرۂ مبارک پر جمی رہیں کہ یہ جمال جہاں آرا شاید پھر دیکھنے کو نہ ملے، سوایسا ہی ہوا۔

بعد کے اخیر حالات

خاکسار کے جانے کے دو ایک روز کے بعد حکیم عبدالمجید صاحب تشریف لے آئے

Scanned with CamScanner

اورعلاج اپنے ہاتھ میں لیا، پہلے روز عرق دانۂ آنار دیا، دوسرے روز ایک بٹیر کی یخنی دلوائی، تیسرے روز دو بٹیروں کی؛ مگر حکیموں کی ہر مسیحائی تدبیر محکمۂ تقدیر سے رد ہوتی رہی، حکیم صاحب کا ایک ہفتہ علاج رہا؛ مگر حالت میں تغیر نہیں ہوا، میں نے بھوپال سے مولانا جمیل احمد صاحب تھانوی کو طلبِ خیریت کا خط لکھا جس کے جواب میں دوشنبہ کے روز یعنی جس کی آنے والی شب میں وفات ہوئی یہ تحریر فرمایا:

> ''حکیم عبدالمجید صاحب آئے تھے، ہفتہ پورا کر کے کل واپس جا رہے ہیں، حکیم سمیع اللہ (حضرت کے خلیفہ حقدادخاں صاحب لکھنوی کے صاحبزادے) رہیں گے، علاج ان ہی دونوں کا ہے، افاقہ کی صورت نہیں، دست بہت ہے، ضعف بے حد ہے، سانس میں تکلیف ہے، بائیں پاؤں میں کل سے سخت درد ہے، ہم سب پریشان ہیں''
>
> (جمیل احمد، دوشنبہ)

لکھنو میں ثقات سے جو حاضر تھے معلوم ہوا کہ دوشنبہ کے روز دست زیادہ آئے، ظہر کے بعد ضعف زیادہ محسوس ہوا، عصر کے بعد مولانا شبیر علی صاحب کو (جو حضرت کے بھتیجے اور تمام امور خانقاہ و مدرسہ کے مہتمم و متولی تھے) یاد فرمایا، اطلاع دی گئی کہ وہ سہارنپور دَوا لانے گئے ہیں، محل خورد سے فرمایا کہ امانتوں کا صندوقچہ اٹھالو (امانتیں وہ رقمیں تھیں جن کو اہلِ خیر، حضرت کو وکیل بنا کر کارِ خیر کے لیے بھیجتے تھے) مختلف تھیلیاں مدوار ہوتی تھیں، ایک تھیلی میں بی بی صاحبہ نے عرض کیا کہ پانچ روپیے ہیں، فرمایا چھ ہوں گے؛ چناں چہ ہاتھ ڈالا تو ایک روپیہ کا نوٹ اور نکلا، ارشاد فرمایا کہ یہ کل رقمیں ان کے مالکوں کو واپس کر دی جائیں، یہ اس مسئلہ شرعی پر عمل تھا کہ وکیل و مؤکل کی موت کے بعد وکالت ختم ہو جاتی ہے اور مِلک مالک کے تصرف میں واپس جانی چاہیے، مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی کو کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ایک کاغذ پر یہ بشارت نامہ لکھ کر

Scanned with CamScanner

﴿وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَا اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ دیا (خاکسار کو بعد کو مولانا ظفر احمد صاحب کے والا نامہ سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ وفات سے دو دن پہلے کا ہے)۔

مغرب کے بعد حالت اور زیادہ نازک ہوئی، سانس کی تنگی محسوس تھی، مولانا ظفر احمد صاحب نے ڈھاکہ واپس جا کر لکھا:

> ''آپ تھانہ بھون سے بھوپال گئے اور یہاں سخت بھونچال آ گیا کہ حضرت حکیم الامت قدس اللہ سرہٗ نے دار البقا کی طرف ارتحال فرمایا اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔''

کادت لها شمّ الجبال تزول

یہ ناچیز اخیر وقت تک حاضرِ خدمت رہا، دل پر پتھر رکھ کر بیٹھا رہا، قلبِ اطہر کی طرف متوجہ رہا، تشنگی رفع کرنے کے لیے آب زمزم دیتا رہا، یہاں تک کہ آخری سانس میرے سامنے ختم ہوا، یٰسین اور کلمہ کی تلقین کرتا رہا اور غسل بھی دیا، نماز بھی پڑھائی۔

رات کے دس بجے تھے کہ عشاء کی نماز کے لیے خدام قریب کی حوض والی مسجد میں گئے کہ اسی اثناء میں وہ دَم آ گیا جس دم کے لیے ہر دم تیاری رہتی تھی، اور دو دیعہ حیات کی آخری سانس اس دنیا میں لے کر واصل بحق ہوئے **اللّٰهم أنزل عليه شآبيب رحمتک وارفع درجاته وارزقنا من بركاته.**

اس وقت خدامِ خاص کی کیفیت خیال کے قابل ہے، جو ایک طرف اپنے محبوب کے فراق میں بیقرار تھے، اور دوسری طرف مقامِ صبر و رضا کی تعلیم سے بہرہ ور تھے، اور حق تھا کہ حضرت سرورِ انبیاء سید الرسل علیہ الصلاۃ والسلام کی اتباع میں وہی کہیں جو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محبوب فرزند ابراہیم کی وفات کے وقت ارشاد فرمایا تھا کہ: ''اے ابراہیم! ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں؛ لیکن زبان سے ہم وہی کہیں گے جس میں ہمارے پروردگار کی رضامندی ہو''؛ تاکہ محبت اور تسلیم و رضا دونوں کا حق ادا ہو۔

Scanned with CamScanner

تجہیز و تکفین

تجہیز و تکفین کے متعلق یہی فیصلہ ہوا کہ صبح کو ہو، صبح کے وقت خبر کے لیے دو آدمی سہارنپور بھیجے گئے، ایک مدرسہ مظاہر علوم میں جس سے حضرت کو بہت روحانی تعلق تھا اور دوسرا سہارنپور کے احباب کے پاس، اس صبح کی جانے والی اور آنے والی گاڑیوں میں آدھ گھنٹہ کا فصل ہوتا ہے؛ اس لیے جو لوگ سننے کے ساتھ جس حال میں تھے اسی حال میں چل پڑے وہ تو پہلی گاڑی سے روانہ ہو سکے؛ مگر اس کے بعد بھی سیکڑوں آدمی اسٹیشن پر پہنچ گئے؛ چناں چہ دوسری اسپیشل ٹرین چھوڑی گئی اور قریب ڈیڑھ ہزار آدمی جنازے کے وقت تک پہنچ سکے۔

حضرت نے ہر چیز کا انتظام پہلے کر رکھا تھا، یعنی ایک زمین لے کر اس کو تکیہ خاص بنا کر وقف کر دیا تھا، ایک مختصر سے احاطہ کے اندر ایک زمین گھیر دی گئی تھی، جس میں کچھ درخت بھی لگا دیے گئے تھے، چھوٹی سی مسجد اور ایک مختصر سا سائبان بھی اس میں ہے، اسی میں دوسرے اعزہ اور خدام بھی آسودہ ہیں، اسی کے بیچ میں اس مخدوم کی استراحت ابدی کے لیے زمین چنی گئی۔

نمازِ جنازہ

جنازہ کی نماز کے لیے حضرت کے بھتیجے مولانا شبیر علی صاحبؒ نے مولانا ظفر احمد صاحبؒ کو اشارہ کیا مجھے معلوم ہوا کہ پہلے تو مولانا ظفر احمد صاحب (خواہر زادہ حضرت حکیم الامت) نے تواضع کرنا چاہا؛ مگر انہیں اپنا خواب یاد آیا تو آگے بڑھ گئے اور نمازِ جنازہ ادا کی، میں نے سنا کہ مولانا ظفر احمد صاحب ڈھاکہ میں تھے اور حضرت کی شدت علالت کی خبریں جارہی تھیں اور گھر سے آنے کے لیے شدید تقاضا بھی ہو رہا تھا، تو انہوں نے خواب دیکھا کہ وہ تھانہ بھون پہنچے اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ایک نماز پڑھانے والا آگیا۔

یہ واقعات تھانہ بھون میں ۱۹/اور ۲۰/جولائی کو پیش آئے؛ مگر باہر والوں کو اطلاع دو دن

Scanned with CamScanner

بعد ملی، دہلی میں ۲۱ر کو اور لکھنؤ میں ۲۲ر کو مذہبی حلقوں میں اور عربی مدرسوں میں سناٹا چھا گیا۔

خاکسار اب تک بھوپال میں تھا، عنایت الٰہی دیکھیے کہ عین شبِ وصال کو خواب دیکھا کہ:

مولانا شبیر علی صاحب مجھ سے فرمارہے ہیں کہ حضرت مولانا کو پوری صحت ہوگئی، صبح اٹھ کر میں نے حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب سے یہ خواب بیان کیا، دونوں چپ رہے، مفتی صاحب ۲۱ر جولائی کو اور خاکسار ۲۲ر جولائی کو بھوپال سے روانہ ہوئے، میں ۲۳ر کی دوپہر کو لکھنؤ پہنچا اور ندوہ آیا، حادثہ سے بالکل بے خبر تھا، مدرسہ پہنچنے کے ساتھ میرے بچہ سلمان سلّمہٗ نے سب سے پہلے خبر دی اور اتفاق دیکھیے کہ بھوپال سے خط تو میں نے خیر خیریت کے لیے مولانا جمیل احمد تھانوی کو لکھا تھا؛ چناں چہ انہوں نے دوشنبہ کے روز شدتِ علالت اور مایوسی کی اطلاع لکھی، اور اس کی دوسری طرف بلاتوقع مولانا شبیر علی صاحب تھانوی کے قلم کی عبارت یہ تھی:

غم نامہ

حضرت مخدوم معظم دام ظلکم العالی .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد تحریر خط ہٰذا ۱۹ر و ۲۰ر جولائی کی درمیانی شب میں حضرت والا کا وصال ہوگیا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ بجز اطلاع کے اور کیا عرض کرسکتا ہوں؛ کیوں کہ الفاظ اظہار کے لیے نہیں ملتے۔ مصیبت زدہ شبیر علی عفی عنہٗ (از تھانہ بھون)

۲۴ر کو سہارنپور اور دہلی سے مولانا زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور اور مولانا الیاس صاحب کاندھلوی لکھنؤ دارالعلوم میں آئے تو مزید اطلاعات اور تفصیلات معلوم ہوئیں، ۲۶ر جولائی کا لکھا ہوا مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کا غم نامہ ملا۔

مکرم محترم، دوست معالیہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ اب آپ بھوپال سے واپس آگئے ہوں گے، میں نے دہلی پہنچ کر حضرت مولانا تھانوی کے وصال کی خبر سنی آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا، فوراً یاد آیا کہ جس شب کو مولانا نے دنیا کو چھوڑا، یعنی

Scanned with CamScanner

دوشنبہ، سہ شنبہ کی درمیانی شب، اسی رات کی صبح کو جناب نے بھوپال میں مجھ سے ذکر کیا تھا کہ آپ نے مولوی شبیر علی صاحب کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہے ہیں حضرت مولانا بالکل صحت یاب ہوگئے، آپ کا خواب سچا ہوا، مولانا نے دنیاوی تکالیف سے بالکل صحت پائی اور رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے، إنا للّٰہ وإنا الیه راجعون رحمه الله رحمةً واسعةً واسكنه الفردوس الأعلىٰ، ہندوستان ایک حکیم الامۃ مجدد الملۃ سے محروم ہوگیا۔

رویائے صادقہ

حضرت کے ایک خلیفہ نے جن کو صدقِ رویا کی نعمت ملی ہے، وصال کی دوسری یا تیسری شب کو خواب میں دیکھا کہ حضرت فرما رہے ہیں کہ:

میرے فیوض اب بھی جاری رہیں گے، اللہ تعالیٰ نے مجھے مقامِ شہداء، مقامِ شہود عطا فرمایا، حضرت نے اسہال کے مرض سے وفات فرمائی اور حدیثِ نبوی ہے: "المبطون شهيد" پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے۔

مجھ سے مولوی محمد حسن صاحب کاکوروی (علیگ، مالک انوار المطابع لکھنؤ) نے جو حضرت کے خدام قدیم میں سے ہیں بیان کیا اور انہوں نے خواجہ عزیز الحسن صاحب غوری بی اے (علیگ) سے سنا، ان کو چھوٹی پیرانی صاحبہ سے معلوم ہوا (خواجہ صاحب کی اہلیہ بھی ساتھ تھیں) کہ "جس وقت روح مبارک پرواز کر رہی تھی حضرت کے داہنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کے بیچ میں ایک نگینہ سا چمکتا معلوم ہوتا تھا، جس کو انہوں نے دیکھا اور دوسری عورتوں نے بھی دیکھا"۔ محرمِ خاص حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ:

چوں کہ جو نورِ ہدایت حضرت کے ذریعہ پھیلا وہ زیادہ تر ان کی انگلیوں یعنی تصنیفات کے ذریعہ سے پھیلا؛ اس لیے وہ فوراً انگلیوں ہی کے درمیانِ ممثل ہو کر نظر آیا، واللّٰه أعلم بالصواب

حضرت کے بہت سے محبین کی طرح ایک محبّ خاص مولانا مسعود صاحب ندوی کو اس

Scanned with CamScanner

عقیدت وعظمت کی بنا پر جوان کے دل میں تھی حضرت کی مغفرت کے لیے دعا مانگنے میں دِلی کشمکش محسوس ہوتی تھی، انہوں نے خواب دیکھا کہ: ''وہ خانقاہ تھانہ بھون میں حاضر ہیں کہ دفعۃً حضرت تشریف لے آئے اوران سے فرمایا کہ میری صحت کے لیے دعا مانگا کرو''۔

حلِ ایں نکتہ ہم از روئے ....

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ایک کامل زندگی کو جوکمال زہدورع، کمالِ اتباعِ شرع، کمالِ اتباعِ سنت کے ساتھ تھی، اس زمانہ میں نمونہ کے لیے پیدا کیا، وہ آئی اور ساٹھ برس کے مجاہدہ کا نمونہ دکھا کرواپس آ گئی۔ رحمه اللّٰه تعالیٰ وأدخله أعلیٰ علّيّين، وصلّی اللّٰه تعالیٰ علی النّبيّ الأمين و آله وأصحابه أجمعين و آخر دعوانا أن الحمد للّٰه رب العالمين.

ہیچ میرز وہیچ مدان
''سلیمان''

تاریخِ وفات

اشرف علی نوراللہ مرقدہٗ سنہ ۱۳۶۳ ہجری

ایک خاص کیفیت

ایک خاص کیفیت جو شیخ ومرشد حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے ارادت کے تعلق کے بعد ظاہر ہوئی وہ جذباتِ شوق کا وفور تھا...... خود فرمایا: ''میری اس دَور کی شاعری کا آغاز حضرت والا (تھانوی قدس سرہٗ) کے تعلق سے ہوا اور انجام بھی حضرت کی رحلت ہی پر ہو گیا...... بعد میں مشکل سے دو چار غزلیں ہوئیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت کی موجودگی میں جذبات کا وفور تھا جو پھر باقی نہ رہا۔ (سید سلیمان ندوی)

Scanned with CamScanner

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
قدس اللہ سرہ العزیز

از:- سید محمد ثانی حسنی ندوی مدیر رضوان لکھنؤ

خدا نے اپنی قدرت سے کیے شمس و قمر پیدا
کیے لعل و گہر تھانہ بھون کی خاک پر پیدا

انہیں میں ایک تھا لعل بدخشاں لُولُوِ لالا
دعا ہے لعل ایسا ہو ہر اِک مومن کے گھر پیدا

مبارک نام تھا اشرف علی اُس مردِ حق بیں کا
محبت دل میں ہوجاتی تھی جس کو دیکھ کر پیدا

متانت بھی سخاوت بھی، کمال و فضل وصورت بھی
خدا نے ہر صفت کی پاک سے پاکیزہ تر پیدا

ہوئی جس کے قدم سے دُور، ظلمت شرک و بدعت کی
کیا اللہ نے توحید و سنت کی سحر پیدا

تصوف کے گلستاں میں بہارِ بے خزاں لایا
ہر اِک شاخِ نشیمن پر کیے گلہائے تر پیدا

بکھیرے جس نے موتی معرفت کے اور حکمت کے
خس و خاشاک سے جس نے کیے لعل و گہر پیدا

Scanned with CamScanner

نجانے کتنے لوگوں نے بدل دی زندگی اپنی
کیا جس کے مواعظ نے دلوں میں وہ اثر پیدا

کیا سیراب جس نے تشنگانِ علم و عرفاں کو
ہوئے جس کی نظر سے بے شمار اہلِ نظر پیدا

جسے اپنے کرم سے رتبۂ قرب و رضا بخشا
کیا ہم میں خدانے ایک ایسا راہ بر پیدا

خدا کے ایسے بندوں کی محبت عین ایماں ہے
انہیں کے غم میں رونے کو ہوئی ہے چشم تر پیدا

زمانہ سر جھکا دیتا ہے جس کے پاک قدموں پر
نہیں ہوتا جہاں میں روز روز ایسا بشر پیدا

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

❑❖❑

...... قطعہ ......

ڈھونڈتا ہے دل وہی کیف آفریں ماحول پھر
وہ بہاریں اب کہاں جو ہائے میخانہ میں تھیں
مستیاں ہر سو برستی تھیں در و دیوار سے
اور وہاں کیفیتیں سو خم کی پیمانے میں تھیں

(مجذوبؔ)

Scanned with CamScanner

غزل

یہ غزل بھی ملاحظہ ہو جو حضرت سید صاحب علیہ الرحمہ نے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی بیعت کرنے کے ہفتہ عشرہ کے اندر ہی کہی تھی......

اس زمانے میں ان پر جو کیفیات طاری تھیں، ان کی ترجمانی اس سے بہتر اور کسی غزل میں نہیں پائی جاتی:

پا کر تجھے اپنے کو میں کیا بھول گیا ہوں ✣ ہر سود و زیان دوسرا بھول گیا ہوں
جس دن سے مرے دل میں تیری یاد بسی ہے ✣ ہر ایک کو میں تیرے سوا بھول گیا ہوں
آتا ہے خدا بھی ترے صدقے میں مجھے یاد ✣ گویا کہ بظاہر میں خدا بھول گیا ہوں
عالم کے تماشے نہیں اب جاذب دل میں ✣ ہر لذت ہستی کا مزا بھول گیا ہوں
ہر سمت نظر آتے ہیں ہر وقت وہ مجھ کو ✣ دوریٔ مسافت کا گلہ بھول گیا ہوں
اب مسئلہ کثرت و وحدت کو میں سمجھا ✣ پا کر تجھے سب تیرے سوا بھول گیا ہوں
سجدہ طرف کعبہ ہے، دل تیری طرف ہے ✣ اب قبلہ بھی اے قبلہ نما! بھول گیا ہوں
حل جب سے ہوا فلسفہ حسن حقیقت ✣ ہر مسئلہ اے ذہن رسا! بھول گیا ہوں
ہے آہ سحرگاہ میں وہ ذوق لب و گوش ✣ چنگ و نے بربط کی صدا بھول گیا ہوں
منظور تری چشم رضا جب سے ہوئی ہے ✣ امید جزاء خوف سزا بھول گیا ہوں
اے رہبر توفیق! مجھے راہ بتا دے ✣ نقش قدم راہنما بھول گیا ہوں
اے خضر! میرا قافلہ کس سمت گیا ہے ✣ تمیز صدا ہائے درا بھول گیا ہوں
الٹا ہے ورق آج سے افسانہ نو کا ✣ افسانہ پارینہ دلا! بھول گیا ہوں

Scanned with CamScanner

مرکز معارف حکیم الامت

کا قیام

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کی مرمت اور تجدید و توسیع کرانے کے بعد اس کو فی الحال حضرت تھانویؒ کے علوم و معارف کے مرکز کی حیثیت دی جارہی ہے۔ مرکز معارف حکیم الامت کے مستقل قیام کے لئے حضرت تھانویؒ کے وقف کردہ تکیہ (باغ اشرف) سے متصل وسیع اراضی پر مرکز کی تعمیر کا ارادہ ہے جس میں حضرت تھانویؒ کی گراں قدر تصنیفات و تالیفات کو لائبریری کی شکل میں محفوظ کیا جائے گا۔ حضرت سے متعلق عربی، انگریزی، اردو کے علاوہ دیگر زبانوں میں ہونے والے کاموں کو اکٹھا کئے جانے کا بھی عزم ہے۔ اس کے علاوہ یہاں حضرت حکیم الامت کی شخصیت پر کام کرنے والوں کے لئے قیام و طعام کی سہولتیں بھی فراہم ہوں گی۔

بفضلہ تعالیٰ نشر و اشاعت کا سلسلہ فی الحال حضرت کے مکان سے شروع کر دیا گیا ہے۔

سہ ماہی فیضان حکیم الامت کے علاوہ اب تک کئی کتب طبع ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرکز کے جملہ تعلیمی و تعمیری منصوبوں کی عافیت و سہولت سے تکمیل فرمائے اور اس نشر و اشاعت کے سلسلہ کو امت کے لئے نفع بخش بنائے۔ آمین

والسلام

Syed Huzaifa Najam Thanwi

HAKEEMUL UMMAT ACADEMY

Moh. Ghair, Thana Bhawan- 247777, Distt. Shamli, U.P.

Mobile: 9568780000 | 9675780000

email: hakeemulummatacademy@gmail.com

MAULANA ASHRAF ALI THANVI FOUNDATION TRUST

A/c No.: 00311132000493 IFSC: PUNB0402300

Branch : PNB,Thanabhawan (Shamli) U.P.

Scanned with CamScanner